امام زفر بن الہذیل

(۲)

مسئلہ فقہ سے علیحدگی کا؟

حافظ ابن حجر نے حکم بن ایوب اور نعمان بن عبدالسلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے رائے یعنی فقہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اس روایت سے پیدا ہونے والے شبہات دیگر اقوال اور آثار کی وجہ سے قرینِ صحت نہیں ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد آپ نے کتبِ حنفی کی تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں اور بصرہ جانے تک یہ ذمہ داریاں پورا کرتے رہے۔ بصرہ گئے تو وہاں مسجد میں حلقۂ درس قائم کیا اور وفات سے پہلے کے چند لمحوں میں آپ کی زبان پر" لها مهر و فی حال ثلثا مهر" کے الفاظ تھے۔ وہ روایات ملاحظہ ہوں جن کو میں نے اشاراتی صورت میں اوپر ذکر کیا ہے:

كان زفر قد خلف اباحنيفة فى حلقتہ اذ مات وبعده ابو يوسف و بعدهما محمد بن الحسن [1]

امام زفرؒ اپنے استاد امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد ان کی جانشین ہوئے۔ ان کے بعد امام ابویوسف اور ان دونوں کے بعد امام محمد بن حسن ہوئے۔

عن مليح بن وكيع عن ابيه قال لما مات ابو حنيفة اقبل الناس على زفر فما كان ياتى ابايوسف الا نفر يسير، انفسان والثلاثه [2]

ملیح بن وکیع سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے کہا جب امام ابوحنیفہ فوت ہو گئے تو لوگ امام زفرؒ کی طرف متوجہ ہونے لگے اور امام ابویوسف کے ہاں کوئی اکا دکا آدمی آتا۔

---

[1] کردری: مناقب امام اعظم: ۲ ا ۱۸۵۔ مطبوعہ حیدرآباد دہند

[2] زاہد الکوثری: لمحات النظر: ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

ثم رحل البصرۃ بمناسبۃ اخیہ بعد وفاۃ ابی حنیفۃ فتمسک اھل البصرۃ بہ فاقام ھنالک ینشر العلم الی ان مات بالبصرۃ ۔[۵۳]

پھر اپنے بھائی کی مناسبت سے امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد بصرہ گئے۔ اہلِ بصرہ نے انھیں پکڑ لیا۔ پھر وہ وہاں رہے اور علم پھیلاتے رہے، یہاں تک کہ بصرہ میں ہی وفات پا گئے۔

قال الفضل بن دکین دخلت علی زفر وقد احتضر وھو یقول "فی حال لہا مھر و فی حال لہا ثلثا مھر"[۵۴]

فضل بن دکین کہتے ہیں کہ میں امام زفر کے ہاں اس وقت گیا کہ جب ان پر موت کے اثرات ظاہر ہو رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے - لہا مھر و فی حال لہا ثلثا مھر۔

صیمری نے عبد اللہ بن محمد الاسدی سے اور انھوں نے ابو بکر الافغانی سے اور انھوں نے طحاوی سے اور انھوں نے ابن ابی ثور سے اور انھوں نے سلیمان بن عمران سے اور انھوں نے اسد سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قدم زفر البصرۃ فدخل مسجدھا فانفضت الیہ حلق اصحاب التابعین[۵۵]

امام زفر بصرہ آئے اور وہاں کی مسجد میں داخل ہو گئے، جس سے وہاں کے تابعین کے حلقے ان کی طرف بڑھ گئے۔

محی الدین نووی لکھتے ہیں :

قال ابونعیم کان زفر ثقۃ ماموناً دخل البصرۃ فی میراث اخیہ فتشبث بہ اھل البصرۃ فمنعوہ الخروج منھا، قال یحیی بن معین زفر صاحب الرای ثقۃ ماموناً قال ابن قتیبۃ توفی بالبصرۃ[۵۶]

ابو نعیم کہتے ہیں کہ زفر حدیث میں ثقہ اور غلطی سے مامون تھے۔ بصرہ گئے تاکہ وہ اپنے بھائی کا ورثہ لے سکیں لیکن اہلِ بصرہ نے انھیں پکڑ لیا اور نکلنے نہ دیا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ زفر صاحب الرائے، ثقہ اور مامون تھے۔ ابنِ قتیبہ کہتے ہیں کہ آپ نے بصرہ میں وفات پائی۔

---

[۵۳] زاہد الکوثری: لمحات النظر: ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ [۵۴] ایضاً

[۵۵] ایضاً: ۲۰

[۵۶] محی الدین نووی، تہذیب الاسماء و اللغات: ۱: ۱۹۷، مطبوعہ مصر

ذہبی "العبر" میں لکھتے ہیں:

زفر بن الهذیل العنبري الفقيه صاحب ابی حنيفة وله ثمان واربعون سنة و كان ثقة في الحديث موصوفًا بالعبادة نزل البصرة وتفقهوا عليه[۵۷]

زفر بن ہذیل عنبری فقیہ اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ آپ نے اڑتالیس سال کی عمر پائی۔ حدیث میں ثقہ تھے۔ اور عبادت گزاری سے متصف تھے۔ بصرہ آئے تو لوگوں نے ان سے فقہ حاصل کرنا شروع کر دی۔

خضری "تاریخ التشریع الاسلامی" میں لکھتے ہیں:

لم يخض الغمرات الى الدنيا بل ظل حياته مشتغلاً بالعلم والتعليم حتى مات ۱۵۸ھ فهو اقدم اصحاب ابی حنيفة موتا[۵۸]

مال و متاعِ دنیا کی طرف آپ منہمک نہ ہوئے بلکہ پوری زندگی تعلیم و تعلم کے اشتغال میں گزری۔ یہاں تک کہ ۱۵۸ھ میں وفات پا گئے۔ آپ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سب سے پہلے فوت ہونے والے ہیں۔

ان تصریحاتِ بالا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام زفر کی پوری زندگی تعلیم و تدریس سے وابستہ رہی اور آپ کے بارے میں جو نعمان بن عبد السلام اور حکم بن ایوب کی روایت ہے وہ آپ کی عبادت میں زیادہ رغبت کا ہی پتا دے سکتی ہے۔ عبادت سے دل چسپی امام صاحب کی رحلت کے بعد اور زیادہ بڑھ گئی اور آخرت کا خوف آپ پر غالب آ گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے ایک تو امام صاحب کے اقوال سے اختلاف تک کرنا چھوڑ دیا جیسا کہ یحیی ابن اکثم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور دوسرا عبادت میں زیادہ راغب ہو گئے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ فقہ سے مکمل علیحدہ ہو گئے۔

لم اجترئ ان اخالف الامام بعد وفاته لانی اذا خالفته في حياته وابرزت وانبئت بالدليل الزمني بالحق الظاهر من ساعته وردنی الی قوله فاما بعد وفاته فكيف اخالفه وبما لو كان حيا لردنی الی قوله[۵۹]

---

۵۷ ذہبی: العبر: ۱: ۲۲۹، مطبوعہ کویت ۱۹۶۰

۵۸ خضری: تاریخ التشریع الاسلامی: ۲۳۴، مطبوعہ مصر ۱۹۶۰

۵۹ کردری: مناقب امام اعظم: ۲: ۱۸۵ مطبوعہ ہند

میں اس بات کی کیوں کر جرأت کر سکتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کی مخالفت کروں، اس لیے کہ جب ان کی زندگی میں میں ان کی مخالفت کرتا تھا اور انھیں دلیل دیتا تھا تو وہ مجھے ظاہر حق کو قبول کرنے پر مجبور کر دیتے۔ یہ ان کی وسعتِ علمی کی وجہ سے تھا اور وہ اپنے قول کی طرف موڑ لیتے، لیکن ان کی وفات کے بعد اب کیسے ان کی مخالفت کروں۔ شاید کہ وہ اگر زندہ ہوتے تو مجھے اپنے قول کی طرف موڑ لیتے۔

عن بشر بن القاسم قال سمعته يقول لا اخلف بعد موتی شيئا اخاف عليه الحساب [۱۰]

بشر بن قاسم سے روایت ہے کہ انھوں نے سنا کہ امام زفر کہتے تھے کہ میں کوئی چیز اپنے بعد کیسے چھوڑوں جب کہ میں حساب سے ڈرتا ہوں۔

امام زفر بحیثیت مدرس

امام زفر کی ساری زندگی تعلیم و تعلم میں گزری [۱۱] جہاں وہ ایک مثالی اور مشہور فقیہ الحنفی [۱۲] کی حیثیت سے ممتاز ہیں وہاں ایک نامور مدرس بھی تھے۔ آپ کے استاذ محترم اور مردم شناس فقیہ حضرت نعمان ابن ثابت نے اپنے شاگردوں کی اہلیت دیکھ کر جو جو منصب تجویز کیے تھے ان میں امام زفر کے لیے قاضیوں اور مفتیوں کی تربیت تھی۔ اسمٰعیل بن حماد روایت کرتے ہیں:

عن اسمعيل بن حماد بن ابی حنيفة يقول قال ابو حنيفة يوما لاصحابه هؤلاء ستة وثلاثون رجلا منهم ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء وستة يصلحون للفتوى واثنان ابو يوسف و زفر يصلحان لتاديب القضاء و ارباب الفتوى [۱۳]

اسمٰعیل بن حماد سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ یہ چھتیس افراد ہیں جن میں سے اٹھائیس قاضی اور چھ مفتی ہونے کے قابل ہیں۔ جبکہ یہ دو امام ابو یوسف اور امام زفر اس بات کی صلاحیتیں رکھتے ہیں کہ وہ قاضیوں اور مفتیوں کی تربیت کریں۔

---

[۱۰] ایضاً، ص ۱۸۳ [۱۱] خضری: تاریخ التشریع الاسلامی: ۲۳۴: مطبوعہ مصر ۱۹۶۰ء

[۱۲] فرید وجدی: دائرۃ المعارف: ۴: ۵۶۷؛ مطبوعہ مصر ۱۳۸۶ھ

[۱۳] موفق: مناقب امام اعظمؒ: ۲: ۲۴۶: مطبوعہ ہند

اپنی مدرسانہ صلاحیتوں اور علمی تبحر ہی کی وجہ سے آپ امام ابوحنیفہ کے جانشین بنے بلکہ امام نے لوگوں کے استفسار کے بعد آپ ہی کو جانشین نامزد کیا۔[۱۴] آپ حد درجہ باریک بیں اور نقطہ آفریں تھے۔ مشکل سے مشکل مسئلے کو نہایت آسان صورت دے کر حل کر دیتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کا حلقۂ درس نمایاں صورت اختیار کر گیا تھا۔ عبداللہ بن ابی رزمہ روایت کرتے ہیں:

کنا نختلف الی ابی یوسف و الیہ یعنی زفر غدوۃ و عشیۃ و کان ابو یوسف یطول المسئلۃ و یبسط فتلبس علینا المسئلۃ و کنا اذا جلسنا الی زفر یختصر المسئلۃ اختصارا و یأتی بدلیل من غیر حشو۔[۱۵]

ہم صبح اور شام کو امام ابو یوسف اور امام زفر کے ہاں آیا جایا کرتے۔ امام ابو یوسف مسئلے کو اس قدر طول دیتے کہ مسئلہ ہم پر ملتبس ہو جاتا، اور جب ہم امام زفر کے ہاں بیٹھتے تو وہ مسئلے کو مختصر کر دیتے اور بغیر کسی زائد چیز کے دلیل دیتے۔

بصرہ میں امام ابوحنیفہ کے خلاف فضا حد درجہ خراب تھی جس کی وجہ سے آپ کی آرا سے اتفاق کرنے والے کسی عالم کا وہاں جانا ناممکن تھا۔ لیکن امام زفر نے اس مخالفت کے طوفان کو اس خوبی سے ختم کیا کہ وہی مخالف بصرہ امام ابوحنیفہ کی علمی عظمت کا قائل ہو گیا۔ عثمان بن مسلم البتی کا پورا حلقۂ درس آپ کے ہاں بیٹھا اور اس طرح عثمان البتی کا حلقہ بالکل ختم ہو گیا۔ احمد بن محمد قاضی مصر روایت کرتے ہیں:

قال احمد بن محمد بن ابی العوام قاضی مصر فی مناقب ابی حنیفۃ قال لی ابو جعفر الطحاوی سمعت اباحازم عبد الحمید بن عبد العزیز القاضی یقول سمعت احمد بن عبدہ ھو الضبی البصری یقول قدم زفر بن الھذیل البصرۃ فکان یاتی حلقۃ عثمان البتی فیناظرھم و یتبع اصولھم و یسألھم عن فروعھم فاذا رای شیئا خرجوا فیہ من الاصل ثم یقول فی ھذا جواب احسن من ھذا فاذا استحسنوہ قال ھذا قول ابی حنیفۃ فلم یلبث ان تحولت الحلقۃ الیہ و بقی عثمان البتی وحدہ۔[۱۶]

---

[۱۴] کردری، مناقب امام اعظم، ۲ : ۱۸۵، مطبوعہ حیدر آباد (ہند) [۱۵] ایضاً، ۲ : ۱۸۳

[۱۶] ابن حجر، لسان المیزان، ۲ : ۴۷۶، دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد (ہند) ۱۳۳۰ھ

احمد بن محمد بن ابی العوام قاضی مصر امام ابو حنیفہ کے مناقب میں کہتے ہیں کہ مجھے ابو طحاوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو حازم عبدالحمید بن عبدالعزیز القاضی سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے احمد بن عبدۃ بصری سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب امام زفر بصرہ آئے تو وہ عثمان البتی کے حلقے میں آتے، ان سے مناظرہ کرتے، انہی کے اصولوں کی اتباع کرتے اور ان سے انہی کے فروعات کے بارے میں سوالات کرتے اور جب دیکھتے کہ اصل سے وہ کوئی چیز نکالتے ہیں۔ تو کہتے کہ کیا یہ جواب ٹھیک ہے۔ جب وہ کہتے کہ ٹھیک ہے تو پھر امام زفر کہتے کہ یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ یہ حال رہا یہاں تک کہ عثمان البتی کا پورا حلقہ آپ کی طرف آگیا اور عثمان البتی اکیلے رہ گئے۔

امام زفر کی تبحر علمی کا سب کو اعتراف تھا۔ امام ابو حنیفہ نے آپ کی اسی وسعتِ علم اور دیگر نمایاں صلاحیتوں کو دیکھ کر اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ عمر بن الزجاج سے روایت ہے:

عن عمر بن الزجاج عن الامام قال اذا حضرنا زفر اجتبحنا الی انه نتخص ونتسلّح و اذا حضرنا ابا یوسف حضرنا مع وعاء کثیر علما سألناه عن شیٔ فاجابنا کانه یخرج لنا من الوعاء فقلنا الی من نختلف بعدك قال الی زفر[۱۷]

عمر بن الزجاج امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام زفر ہمارے ہاں آتے تو ہم قلعہ بند اور مکمل طور پر تیار ہو جاتے لیکن جب امام ابو یوسف آتے تو گویا کہ ایک برتن کے ساتھ آتے، جب کبھی ہم ان سے سوال کرتے تو ہمیں یوں جواب دیتے جیسے کہ برتن سے نکال کر دیتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کے بعد کہاں جائیں؟ تو آپ نے فرمایا امام زفر کے ہاں۔

زفر ایک نامور مدرس تھے اس لیے اس میدان کی ہمواری اور ناہمواری کا مکمل تجربہ رکھتے تھے چنانچہ آپ ایک مدرس کے لیے ضروری قرار دیتے تھے کہ وہ جملہ علوم سے مکمل آگہی رکھے، وگرنہ ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا۔ الضحاک بن مخلد آپ کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

قال زفر من قعد قبل وقته ذل[۱۸]

امام زفر عام لوگوں کو کلامی مسائل میں گفتگو کرنے سے روکتے تھے۔ حسن بن زیاد سے روایت ہے:

---

[۱۷] کردری: مناقب امام ابو حنیفہ: ۲: ۱۸۵: مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

[۱۸] زاہد الکوثری: لمحات النظر: ۱۴: مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

سمعت زفر بن الهذيل وسأله رجل فقال له "القرآن كلام الله" فقال له الرجل - أمخلوق هو؟ فقال له زفرؒ - لو شغلك فكر في سألة انا فيها ارجو ان ينفعني الله بعلمها لشغلك ذلك عن ذلك الذي فكرت فيه - والذي فكرت فيه بلاشك يضرك - سلم الله عز وجل ما رضي به منك ولا تكلف نفسك ما لا تكلف - [19]

میں نے زفر بن الہذیل سے سنا کہ جب ان سے کسی آدمی نے سوال کیا تو آپ نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، تو اس آدمی نے کہا، کیا مخلوق ہے؟ امام زفر نے کہا، اگر تجھے یہ فکر ہو اس مسئلہ میں مشغول جس میں میں ہوں تو امید کی جا سکتی ہے کہ نفع پہنچائے اللہ کے دربار سے اس کا علم۔ بہ نسبت اس علم کے جس کے شغل نے تجھے فکر میں ڈالا ہوا ہے۔ جس میں تم فکر کر رہے ہو یہ ضرور تجھے نقصان پہنچائے گا۔ اللہ تجھے وہ کچھ بخشے رکھے جس کی وجہ سے وہ تجھ سے راضی ہو۔ اور تو اپنی جان کو اس جھنجھٹ میں نہ ڈال جس میں تو ڈالا نہیں گیا۔

امام زفرؒ اور قدرت کلام

امام زفرؒ ایک عظیم فقیہ، کامل مجتہد اور جید اللسان متکلم تھے۔ لیکن دین فہمی اور تقویٰ کی وجہ سے یہ خصوصیات اور زیادہ نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ مشکل سے مشکل مرحلے میں آپ کا دماغ نہایت خود اعتمادی سے کام کرتا رہتا، جس کی وجہ سے کئی ہم عصر علما آپ سے کلام کرنے کا خطرہ مول نہ لیتے۔ حارث بن مالک سے روایت ہے کہ حنفی فقہ سے تعلق رکھنے والا سب سے پہلے شخص جو بصرہ آئے وہ زفر بن الہذیل تھے جب کہ سوار بن عبداللہ ان دنوں بصرہ کے قاضی تھے۔ امام زفر نے ملنے کی خواہش کی۔ سوار بن عبداللہ مان گئے۔ امام زفر جب میرے ساتھ چلے اور میں نے کہا کہ اہلِ علم میں سے اور آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک آدمی تجھ سے ملاقات کر رہا ہے۔ اللہ تجھے تندرست و توانا رکھے۔ سوار بن عبداللہ کہنے لگا کہ میرے اقربا سے تو ٹھیک لیکن اہلِ علم میں سے نہیں۔ وہ تو امام ابوحنیفہ کی رائے جیسی بدعت کے ساتھ آیا ہے۔ حارث بن مالک نے کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ قاضی کی مجلس سے فیض یاب ہولیں تو سوار کہنے لگا۔ اسے اجازت تو دے دیں لیکن اس شرط پر کہ وہ کسی علمی مسئلے میں گفتگو نہیں کریں گے [20]

---

[19] زاہد الکوثری: لمحات النظر: ۱۷: مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

[20] ابن حجر: لسان المیزان ۲: ۴۷۶ - مطبوعہ دائرۃ معارف النظامیہ حیدرآباد ہند ۱۳۳۰ھ

ایک دفعہ حجاج بن ارطاۃ سے امام ابویوسف اور امام زفرؒ دونوں کی بحث ہوگئی۔ جب حجاج کو کوئی جوابی دلیل نہ ملی تو اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا اور امام زفر کے نسب پر طنز کرنے لگا، جس سے امام زفر کو کافی ملال ہوا اور کہنے لگے کہ میری قوم تو مجھے قبول کرتی ہے جو بنی تمیم سے عنبری ہے۔ امام ابویوسف نے حجاج کو دلائل سے زیر کر دیا۔ جب دونوں اُٹھے تو حجاج نے حاجب سے کہا کہ آئندہ ان دونوں کو نہ آنے دینا۔[۲۱]

امام زفر کی قدرت کلام سے امام ابویوسف بھی مضطرب ہو جاتے تھے۔ ابونعیم الفضل بن دکین نے داؤد الطائی کے حوالے سے ایک روایت ہے:

قال کان زفر یجلس الی اسطوانۃ و ابویوسف بحذاہ وکان زفر یلبس قلنسوۃ فکانا یتناظران فی الفقہ وکان زفر جید اللسان وکان ابویوسف مضطربا فی مناظرتہ فربما سمعت زفر یقول لابی یوسف این تفر ھذہ ابواب کثیرۃ مفتحۃ خذ فی ایھا شئت[۲۲]

امام زفر ستون کی ٹیک لگا کر بیٹھتے اور ابویوسف آپ کے مقابل بیٹھتے۔ امام زفر ٹوپی پہنے ہوتے تھے۔ فقہ پر باہم مناظرہ کرتے۔ زفر چونکہ جید اللسان تھے جس سے امام ابویوسف اس کے مناظرہ سے مضطرب ہو جاتے کبھی کبھی امام زفر کو یہ کہتے بھی سنا کہ ابویوسف کہاں نکلو گے، یہ تمام دروازے کثرت تعداد میں کھلے ہیں، جون سا چاہو اختیار کر لو۔

آپ چونکہ تیز فہم اور عالی دماغ تھے، جس کی وجہ سے آپ کی بحث علمی مسائل کی تمام ممکن باریکیوں کو کھول کر رکھ دیتی۔ آپ قرآنی تعلیمات، احادیث و آثار سے مسائل کو مستخرج کرنے کا بہت ملکہ رکھتے تھے، اور یہی فقہ حنفی میں قیاس کہلاتا ہے۔ اسی لیے تمام تذکرہ نویسوں نے آپ کی اس خصوصیت کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ آپ کو "اقیس صحابی" کا اعزاز بخشتے تھے۔ لیکن اس زمانے کے لوگوں میں ہم عصر علماء نے رقابت کی وجہ سے قیاس کو غلط رنگ دیا کہ قیاس احادیث و آثار پر ذاتی آراء کو فوقیت دینے کا نام ہے۔ حالانکہ فقہ حنفی میں سب سے پہلے قرآن، پھر حدیث، پھر اجماع صحابہ اور پھر مذکورہ تین علوم کی روشنی میں کسی مسئلے کا ادراک ہے جو کہ فقہ حنفی میں قیاس کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ حسن بن زیاد سے اہل بغداد میں سے کسی آدمی نے

۲۱ھ زاہد الکوثری، لمحات النظر: ۸، مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

۲۲ھ محی الدین ابی محمد عبدالقادر القرشی، الجواہر المضیۃ: ۱: ۲۴۳، مطبوعہ ہند

اسی صورتِ حال سے مغلوب ہو کر پوچھا تو آپ نے جواب دیا وہ یوں روایت ہے:

سأله رجل أكان زفر قياسًا؟ فقال له الحسن وما قولك قياسًا؟ هذا كلام الجهال - كان عالما فقال الرجل - أكان زفر نظر في الكلام فقال سبحان الله ما اسخفك تقول لاصحابنا انهم نظروا في الكلام وهم بيوت العلم والفقه - انما يقال نظر في الكلام فيمن لا عقل له وهؤلاء كانوا اعلم بحق الله عز وجل و بالله من ان يتكلموا في الكلام الذي تعني وما كان يهمهم غير الفقه والاقتداء بمن تقدمهم - ٢٣ھ

کسی آدمی نے پوچھا کہ زفر کیا قیاس کرتے تھے؟ حسن نے اسے کہا، قیاس سے تیری کیا مراد ہے؟ یہ تو جہلا کا کلام ہے۔ وہ تو عالم تھے - وہ آدمی کہنے لگا کہ کیا امام زفر علم کلام میں گہری نظر رکھتے تھے - تو آپ کہنے لگے، سبحان اللہ کیسی کم درجے کی بات کہتے ہو - ہمارے اکابرین ایسے کہتے ہو کہ وہ علم کلام میں نظر رکھتے تھے - وہ تو علم کے گھر تھے اور وہ حمد و اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، جب کہ کسی کو کلام سے واسطہ رکھنے والا اس وقت کہا جاتا ہے جس کو عقل نہ ہو اور خدا کی قسم! وہ کون ہے جو تیرے خیال کے مطابق کلام میں نظر رکھتا ہے اور جب کہ وہ فقہ کے بغیر کسی چیز کا ارادہ تک نہیں رکھتے تھے، اور وہ انہی کی پیروی کرتے ہیں جو اُن سے پہلے (صحابہ کرام) گزر چکے ہیں -

امام زفر اور ان کے اصحاب نے مروجہ موشگافیوں کا طلسم دلائل سے توڑ دیا، جس کی وجہ سے فقہ حنفی کی بعض حضرات اس وجہ سے بھی مخالفت کرتے تھے، لیکن تمام باتوں کے باوجود آپ اور آپ کے احباب نے دلائل کے ساتھ گفتگو کی — خالد بن زید العمری کہتے ہیں:

كان ابوحنيفة وابويوسف ومحمد وزفر وحماد بن ابي حنيفة قومًا قد خصموا بالكلام الناس وهم ائمة العلم ٢٤ھ

امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، امام زفر اور حماد بن ابوحنیفہ جیسے لوگوں کا ایک ایسا طبقہ تھا جنھوں نے لوگوں کی موشگافیوں سے جنگ کی اور یہ لوگ علوم کے امام تھے -

---

٢٣ھ زاہد الکوثری : لمحات النظر : ١٧ : مطبوعہ مصر

٢٤ھ کردری : مناقب امام اعظم : ١ : ٣٨ : مطبوعہ ہند

امام زفر کو قدرتِ کلامی کے اس وہبی عطیہ پر بڑا ناز تھا اور آپ کہا کرتے تھے:

لست اناظر احدا حتی یقول اخطأت انا اناظرہ حتی یحن قیل له کیف یحن قال یقول بما لم یقل به احد[25]

میں کسی سے بھی مناظرہ نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ کہہ دیتا ہے کہ میں نے خطا کی ہے۔ میں مناظرہ کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ ہکلانے لگتا ہے، پوچھا گیا کہ ہکلانا کیا ہے، فرمانے لگے، ایسی بات جو کہ کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔

---

[25] کردری: مناقب امام اعظم: ۲: ۱۸۶، مطبوعہ حیدرآباد ہند۔

(بقیہ تاثرات)

کے طالب اور ترویج و تبلیغ کے مقتضی ہوتے ہیں اور قدرتی طور پر چاہتے ہیں کہ ان کا حلقۂ اثر و نفوذ وسیع ہو اور وہ ہر جگہ پہنچیں اور پھیلیں۔

پاکستان اور ہندوستان کے اربابِ بست و کشاد اگر اس طرف عنانِ توجہ مبذول کریں اور ایسی سہولتیں مہیا کریں کہ دونوں ملکوں کی علمی و تحقیقی مطبوعات آسانی سے اصحابِ علم کے مطالعہ میں آ سکیں تو یہ ایک احسان ہوگا اور جو لوگ برصغیر میں تصنیف و تالیف کا کام کر رہے ہیں وہ اُن سے مستفید ہو سکیں گے۔

(محمد اسحاق بھٹی)

انتخابِ حدیث

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

یہ کتاب ان احادیث کا مجموعہ ہے جو زندگی کی اعلیٰ قدروں سے تعلق رکھتی ہیں اور جن سے فقہ کی تشکیلِ جدید میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ ہر حدیث کی الگ سرخی قائم کی گئی ہے اور اس کا سلیس ترجمہ بھی درج ہے۔ یہ مجموعہ حدیث کی چودہ کتابوں کا خلاصہ اور بے مثل انتخاب ہے۔

صفحات: ۲۰ + ۶۶۴ قیمت: ۲۷/۵۰ روپے

ملنے کا پتا: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور